نگاہِ اولیں

سعودیہ قطر تنازعہ اور ہماری ترجیحات

مدیر التحریر

سعودی حکومت کے بعض غیر متوقع اقدامات اور ان پر میڈیا کے بے لاگ تبصروں نے بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں بے چینی اور شکوک وشبہات پیدا کیے۔ پھر سعودی عرب اور اتحادی ممالک کے ساتھ قطر کے تنازعے میں قطر پر پابندیاں لگانے کے بعد اخوان المسلمین کی قیادت کے خلاف جذبات بھی سامنے آنے لگے، جس نے امت اسلامیہ کی بے چینی میں مزید اضافہ کر دیا۔

دراصل ایک سادہ انسان سوشل میڈیا کی سچی جھوٹی خبروں کے بل بوتے پر بین الاقوامی سیاست سے متعلق جو نتیجہ نکالتا اور تبصرہ کرتا ہے' وہ عام طور پر نہایت سطحی اور غلط فہمی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

مشرقِ وسطی کے معاملات کا گہرا مطالعہ رکھنے والے ماہرین جانتے ہیں کہ اس خطے میں سپر پاورز کے مفادات نہایت گھمبیر ہیں۔ خطے کا موجودہ جغرافیہ ہی استعمار کے عالمی منصوبے کا شاہکار ہے۔ یہاں کے قدرتی وسائل پر دسترس حاصل کرنا عالمی قوتوں کا بہت بڑا مقصد ہے۔

امریکہ عام طور پر خلیجی ممالک کے بارے میں سعودی عرب کا لحاظ رکھتا رہا ہے۔ اور اس عظیم ملک کو اپنے دست نگیں رکھنے کی خاطر وہ اپنے خود کاشتہ کانٹے اسرائیل کے علاوہ بعض مسلم ممالک کو بھی ہتھیار کے طور پر استعمال کرتا رہا ہے۔ عرصے سے اس تکلیف دہ صورت حال میں دونوں طرف کے ممالک اپنے اپنے مفادات حاصل کرتے رہے ہیں۔

بارک اوبامہ نے انتخابی مہم میں عالم اسلام کے مظلوموں کی دادرسی کا ڈھونگ رچا کر عام لوگوں کی ہمدردیاں اور مسلمانوں کا نوٹ اور ووٹ سب حاصل کیا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشرق وسطی سے جلا وطن بعض سیاسی مخالفین نے امریکی کے پالیسی ساز اداروں میں رسائی حاصل کی اور رفتہ رفتہ وہ امریکی سیاست پر اثر انداز ہونے لگے۔

یہ لوگ وہاں کے پالیسی ساز حلقوں کو باور کراتے رہے کہ امریکہ کو مشرق وسطی میں جمہوری نظا

رائج کرنے کی خاطر خوب تعاون کرکے بادشاہتوں کا خاتمہ کرنے میں عوام کی مدد کرنا چاہیے۔

ان لابیوں کی طرف سے سبز باغ دکھانے پر اوبامہ نے قاہرہ کی تقریر سے ''جمہوریت پروجیکٹ'' کا آغاز کردیا۔اس کے بعد ''عرب اسپرنگ'' کے نام سے جو تشدد اور بدامنی پھیلی ، محتاج بیان نہیں۔اس طویل خونریزی میں یہ ٹولے امریکہ کو عوامی حمایت وتائید اور عنقریب جمہوریت کو بالادستی ملنے کا یقین دلاتے رہے۔آخر حکومتوں اور عوام کے تصادم میں حالات ان کے ہاتھ سے نکل گئے اور مصر، لیبیا اور تیونس سمیت ہر ملک کے عوام نے دیکھ لیا کہ یہ وہ جمہوریت ہرگز نہیں، جس کی خاطر وہ قربانیاں دیتے رہے ہیں۔

صدر مرسی کے اقدامات نے جلد ہی مصری عوام پر واضح کردیا کہ اس کی حکومت بھی اسلامی نظام نافذ کرنے ،عوام کا معیارِ زندگی بلند کرنے اور معاشرتی انصاف قائم کرنے کے بجائے غالبًا نادانستہ طور پر ایک انٹرنیشنل گیم کا حصہ بن گئی ہے۔

سعودی عرب ایک اسلامی فلاحی ریاست ہونے کے ناتے ہر اسلامی تحریک کا حامی ومؤید رہا ہے۔ ان تحریکوں میں سے سعودی عرب کی ریاستی اور عوامی امداد سے سب سے زیادہ استفادہ کرنے والے ادارے رابطة العالم الإسلامی، ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ اور هيئة الاغاثة الإسلامية العالمية وغیرہ ہیں۔

کئی اہم واقعات کی روشنی میں شاہ عبداللہ پر اوبامہ انتظامیہ اور ان کے حامیوں کا گٹھ جوڑ واضح ہو گیا،تو سعودی حکومت کا رویہ بعض مسلمان تنظیموں کے بارے میں محتاط ہو گیا۔اسی سلسلے میں ترکی کے ساتھ قائم شدہ تعلقات متأثر ہوئے ،حتی کہ حماس کے بارے میں پالیسی پر بھی نظر ثانی کی نوبت آئی۔

شاہ سلمان نے مفاہمت اور مصالحت کی خوب عملی کوششیں کیں۔ناراض لیڈروں کو خیر سگالی کا پیغام دیتے ہوئے اوبامہ اور اس کے حامیوں کی عالمی سازش کا حصہ بننے سے متنبہ کیا گیا۔اردگان کے بارے میں بیانات بھی رکوا دیے گئے۔مصری حکومت کو مخالف قوتوں کے بارے میں نرمی کی تلقین کی گئی۔مگر امریکی زیر اثر یہ پارٹیاں بداندیش طاقتوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر خیر سگالی کے برادرانہ ومخلصانہ جذبات قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئیں۔

اوبامہ انتظامیہ کی مشرق وسطی پالیسی میں خاص مقاصد کے تحت ''متعدل مزاج سلفیت'' کی بیخ کنی

کے لیے قطر کو بنیادی اہمیت دی گئی۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر ملک میں امریکہ کی مداخلت حد سے بڑھتی گئی۔ عالم اسلام کے ازلی دشمن اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرائے گئے۔ الغرض اسے ایک ''ماڈل ریاست'' بنانے کی کارروائیاں شروع ہوئیں، جہاں بادشاہت کے ساتھ مغربی تہذیب، میڈیا کی مادر پدر آزادی، مخلوط تعلیمی ادارے، امریکی پسند کا نصاب تعلیم، آزادانہ معاشرتی میل جول اور مغربی طرز کے قوانین کا نفاذ نمایاں ہو۔

یمن کی لڑائی کے دوران شاہ سلمان کی حکومت پر واضح ہو گیا کہ قطر 'بعض مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر امریکہ اور اس کے حامیوں کی سازش کا حصہ بن چکا ہے۔ بحرین اور سعودی عرب کے اندر مخالفانہ جذبات کے تانے بانے بھی ان طاقتوں سے جڑے ہوئے نظر آئے۔ اس کے باوجود شاہ سلمان نے مصالحتی کوششیں بند نہیں کیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کو چاہیے کہ سعودی عرب اور قطر دونوں برادر اسلامی ملکوں کے مابین اختلافات دور کرنے اور انہیں اخوتِ اسلامی کی لڑی میں پرونے کی خاطر مخلصانہ طور پر ثالثی کا کردار ادا کرے۔ اس سلسلے میں دیگر اسلامی ممالک کی پرخلوص قیادتوں سے بھی تعاون حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی فوجی اتحاد کو بھی اس نیک مقصد میں اپنے فرائض ادا کرنے چاہئیں۔

اگر امت مسلمہ کی بدقسمتی سے یہ ساری کوششیں کارآمد نہیں ہوتیں، اور کسی ایک ملک کی حمایت کی نوبت آتی ہے، تو حکومت پاکستان پر دونوں ملکوں کی ماضی اور حال کو مدنظر رکھ کر اپنی پالیسی وضع کرنا لازمی ہے۔

قدرتی آفات میں تو ہر ملک انسانیت کے ناتے دست تعاون بڑھاتا ہے۔ لیکن دشمن کے ساتھ جنگوں اور عالمی قدغن کے نازک مواقع' دوستی میں خلوص کا کڑا امتحان ہوتا ہے۔ ایسے قابل رحم مواقع پر اخلاقی ہمدردی میں دو لفظوں کا سفارتی بیان بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ سعودی عرب ہر مشکل وقت میں اور خصوصاً بھارت کے ساتھ تینوں جنگوں کے علاوہ ایٹمی دھماکوں کی پاداش میں عائد شدہ بین الاقوامی اقتصادی پابندیوں کے مواقع پر پاکستان کا زبردست حامی و مددگار رہا ہے، اور اس ملک نے تاریخ کے ہر نازک موڑ پر پاکستان کے ساتھ بھرپور اور عملی تعاون کر کے برادرانہ اخلاص کا ثبوت فراہم کیا ہے۔

یہ حقیقت بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ قطر کے عوام کی اکثریت اسلامی برادری، انسانیت اور اخلاق کے